تخلیق کائنات کا سائنسی و اسلامی مطالعہ

از: گل قدیم جان

اسسٹنٹ پروفیسر وینسم کالج، ڈیرہ اسماعیل خان

پیش کردہ: پانچویں فقہی کانفرنس، پشاور

نمبر شمار	ذیلی عنوانات	نمبر شمار	ذیلی عنوانات
۱	تخلیق کائنات کے بارے میں سائنسی تصورات	۲	تخلیقی عمل کے لئے عرصہ دراز کا نظریہ
۳	ایک وسیع وعریض کائنات کا سائنسی تصور	۴	کائنات کی توسیع پذیری کا سائنسی نظریہ
۵	تخلیق کائنات کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر	۶	تخلیق ارض وسماوات کی ترتیب
۷	مدت تخلیق کا تعین	۸	ایک وسیع کائنات کا اسلامی تصور

(۱) تخلیق کائنات کے بارے میں سائنسی تصورات:۔

علم طبیعات کے ماہرین کا خیال ہے کہ بیس ارب سال پہلے جب نہ زمان تھا نہ مکان اچانک ایک عظیم دھماکہ (Big Bang) ہوا جس نے عالم طبیعی کو اس کی مقررہ شاہراہ پر ڈالا۔ مولانا وحید الدین خان نے تحریر فرمایا ہے کہ کائنات کے کھولنے کا واقعہ فلکی طبیعات کے اندازے کے مطابق پندرہ بلین سال پہلے پیش آیا تھا جس نے کائنات کے اندرونی طور پر جڑے ہوئے مادہ کو بیرونی سمت میں حرکت دے دی جس سے مادہ پھیلنا شروع ہوا اور بالآخر وہ پوری کائنات اور نظام شمسی وجود میں آئے جن سے آج ہم واقف ہیں (۱) کائنات کا وجود میں آنا سائنسدانوں کے جدید ترین تصورات کے مطابق ابتداء صرف توانائی تھی اس توانائی نے مادہ کی شکل اختیار کر لی۔ اور یہ مادہ سب سے پہلے گیس یا دخان کی شکل میں ظاہر ہوا اس کے بعد اس میں سے بادلوں کی طرح کے ٹکڑے ٹوٹ ٹوٹ کر سدیم وجود میں آئے جیسا کہ ملک غلام مرتضیٰ نے لکھا ہے کہ کائنات کی تشکیل ایک ایسے گیسی مادے سے ہوئی تھی جو ہائیڈروجن اور ہیلیم جیسے عناصر سے مرکب تھا اور آہستہ آہستہ گردش کر رہا تھا یہ انجام کار متعدد ٹکڑوں میں بٹ گیا (۲) عالمی شہرت یافتہ مصنف موریس بوکائے اپنی کتاب بائبل قرآن اور سائنس میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس ابتدائی زمانہ میں جس کا سائنس ہمیں پتہ دے سکتی ہے اس کے پاس اس بات کی قولی دلیل ہے کہ کائنات کی تشکیل ایک ایسے گیسی مادے سے ہوئی تھی جو ہائیڈروجن اور ہیلیم کی کچھ مقدار سے مرکب تھا اور آہستہ آہستہ گردش کر رہا تھا۔ یہ سدیم انجام کار متعدد ٹکڑوں میں بٹ گیا (۳) پھر سدیم کے ٹوٹنے سے کہکشاں (Galaxy) وجود میں آ گئی اس تخلیقی عمل کے لئے دو طریقے بیان کئے جاتے ہیں۔ ایک نظریئے کے مطابق شروع میں ایک بہت بڑا جوہر تھا جس میں الیکٹران اور پروٹان منتشر

حالت میں ٹھنسے ہوئے تھے پھر ایک دھماکے کے ساتھ یہ جوہر پھٹا اور مادہ پھیل گیا الیکٹران اور پروٹون کی ترتیب قائم ہوئی جس سے گیسی مادہ تیار ہوا دوسرا نظریہ یہ ہے کہ توانائی نے رفتہ رفتہ مادہ کی شکل اختیار کی اور سدیم وجود میں آئے اور یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے اور کائنات میں وسعت پیدا ہورہی ہے(۴) کہکشاؤں کے وجود میں آنے کے بعد ایک جدید انشقاق سے ستاروں کی تشکیل ہونے والی تھی کہ درمیان میں انجماد کا عمل حائل ہوگیا جس میں کششی قوتیں روبہ عمل آئیں ان ہی کے ساتھ دباؤ اور مقناطیسی میدانوں اور اشعاع کا اثر ظہور پذیر ہوا ستارے جیسے جیسے سکڑتے گئے ان کی کششی قوتیں حرارتی توانائی میں تبدیل ہوتی گئیں اور ان میں چمک پیدا ہوتی گئی مرکزی حرارت کے ردِعمل روبکار آئے اور انشقاق کے عمل سے ہلکے جوہروں کی جگہ بھاری جوہر بنے پس اس طرح ستاروں کی اپنی ایک زندگی ہے سیارات اور خاص طور سے زمین کی ابتداء علیحدگی کے عمل سے ہوئی جو ایک ایسے بنیادی نوعیت کے ٹکڑے سے شروع ہوئے جو ابتداء ایک سحابیہ تھا اور سورج اسی ایک سحابیہ کے اندر منجمد ہوا اور سیاروں نے یہی عمل گردوپیش کی سحابی قرص کے اندر دہرایا(۵)

(۲) تخلیقی عمل کے لئے عرصۂ دراز کا نظریہ:۔

موریس بوکائے کے مطابق سائنس ہمیں اس مدت سے آگاہ کرتی ہے جس کے دوران تخلیق کائنات کے واقعات ظہور پذیر ہوئے تخلیق کائنات کے سائنسی نظریہ کے مطابق ہماری کہکشاں کی عمر کا اندازہ کم وبیش دس ارب سال لگایا جائے تو نظام شمسی کی تشکیل کچھ اوپر پانچ ارب سال بعد ہوئی قدرتی تابکاری کے عمل سے زمین کے عمر اور اس وقت کا تعین ساڑھے چار ارب سال بعد ہوئی۔قدرتی تابکاری کے عمل سے زمین کے عمر اور اس وقت کا تعین ساڑھے چار ارب سال کرنا ممکن ہوجاتا ہے جب سورج کی تشکیل عمل میں آئی اور بعض سائنسدانوں کے حسابات کے مطابق موجودہ زمانہ مین یہ عدد دس کروڑ سال کم یا زیادہ ہوسکتا ہے۔نجمی طبیعات کے ماہرین نے نظام شمسی کی تشکیل سے متعلق عام عمل کے بارے میں جو معلومات حاصل کی ہیں اس کا خلاصہ حسب ذیل طریقہ پر بیان کیا جاسکتا ہے گردش کرتے ہوئے گیسی مادہ کا انجماد اور اس کا سکڑنا پھر سورج اور سیاروں کی اس کی جگہ لے لینا۔ان ٹکڑوں میں زمین بھی ہے یعنی کائنات کی تشکیل کا بنیادی عمل ابتدائی سدیم کے مادہ کے انجماد سے ہوا جس کے بعد اس کی تقسیم ٹکڑوں میں ہوگئی جنھوں نے ابتداءً کہکشانی مرغولوں کی شکل اختیار کی یہ کہکشانی مرغولے ٹوٹ کر ستارے بنے جنھوں نے اس عمل کو دہراتے ہوئے ثانوی اجرام یعنی سیاروں کو جنم دیا کائنات میں کچھ روشن مدیم ایسے ہیں جو دوسرے ستاروں سے حاصل شدہ روشنی کو منعکس کرتے ہیں نجمی طبیعیات کے ماہرین کی اصطلاح کے مطابق یہ سدیم گردوغبار اور دھوئیں (دُخان) سے مرکب ہیں کچھ تاریک سدیم بھی ہیں جن کی دبازت کم ہے(۶)

(۳) ایک وسیع وعریض کائنات کا سائنسی تصور:۔

سید حکیم احمد نقوی نے مختصر تاریخ عالم میں اجرام سماوی کے بارے میں جدید سائنسی تحقیقات کا خلاصہ اس انداز سے بیان کیا ہے ”کہ ایک فضا یا خلائیں لامحدود ہیں جس میں جابجا ہزار در ہزار روشن نقطے نظر آتے ہیں ان روشن نقطوں کو عام طور پر ستارہ کہتے ہیں لیکن دوربین کے

ذریعہ سے یہ معلوم ہوا ہے کہ فضائے آسمانی میں کروی اجسام کے علاوہ روشن بخارات کے متلاطم سحاب بھی ہیں اسی فضاء میں بعض تاریک اجسام بھی ہیں، یعنی فضائے آسمانی نورانی سحاب اور تاریک اجسام پر مشتمل ہے اور تمام روشن اور تاریک نقطے فضاء میں متحرک ہیں اور بہت تیزی کے ساتھ حرکت کررہے ہیں۔فضا میں بہت سارے اجسام جن کو نورانی اور متلاطم سحاب کہا گیا ہے نورانی اور بخاراتی مادہ پر مشتمل ہیں اور ہر سحاب اس قدر وسیع ہے جو قیاس میں نہیں آسکتا یہ وسیع سحاب محض سحاب ہی نہیں بلکہ اس میں لاکھوں کُروی اجسام موجود ہیں پس اگر فضا میں یہ اجسام لاتعداد عالم تصور کر لئے جائیں تو ہر عالم بطور خود ایک کائنات ہے جس کے طول وعرض یا شکل کا علم ابھی تک حاصل نہیں ہوسکا(۷) کائنات کی وسعت کے بارے میں علامہ وحیدالدین تحریر فرماتے ہیں کہ کائنات میں لاتعداد سورج ہیں ہمارا سورج بھی انہی میں سے ایک ہے۔مگر چونکہ یہ سب سے قریب ہے اس لئے بہت تیز چمکتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور بقیہ سورج بہت دور ہیں اس لئے ان کی چمک اتنی تیز نہیں ہوتی ان دور دراز سورجوں کی دوری اتنی ہے کہ ہمارے پاس اتنے بڑے عدد ہی نہیں جس سے ان کی دوری کو بتلا جا سکے چنانچہ ان کی دوری کو ناپنے کے لئے ایک مستقل اکائی (Unite) مانی گئی جس کو نوری سال (Light Year) کہتے ہیں۔ نوری سال اس فاصلے کو کہا جاتا ہے جسے روشنی ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی رفتار سے ایک سال میں طے کرتی ہے ہر سورج کے گرد بہت سے سیارے بھی ہوتے ہیں جو اپنے سورج کے گرد گھومتے رہتے ہیں۔سورج اور ان کے گرد گھومنے والے سیاروں کے جھرمٹ کو نظام شمسی کہتے ہیں پھر کائنات میں نظام شمسی ایک دو نہیں بلکہ لاتعداد نظام شمسی ہیں یہ نظام شمسی جگہ جگہ جھرمٹ بناتے ہیں جن کو کہکشاں (Glaxy) کہتے ہیں۔پھر گلیکسی بھی لاتعداد ہیں جس گلیکسی میں ہمارا نظام شمسی ہے اس میں تین ارب سورج مع اپنے نظام شمسی کے موجود ہیں بہت سے گلیکسی مل کر ایک نیبولا (Neboula) بناتے ہیں اور کائنات میں نیبولا بھی ایک دو نہیں ہیں بلکہ اب تک کی تحقیقات کے مطابق بیس لاکھ نیبولا کا پتہ لگایا جاچکا ہے پس یہ کائنات کتنی بڑی ہے اس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے(۸)

(۴) کائنات کی توسیع پذیری کا سائنسی نظریہ:۔

اس وقت یہ نہایت محکم تصور ہے کہ ہر کہکشاں دوسری کہکشاں سے دور ہٹتی جارہی ہے اور اس طرح کائنات کی جسامت بڑھتی جارہی ہے اور جس قدر کہکشائیں ایک دوسرے سے ہٹ جاتی ہیں خالی جگہ نئی کہکشائیں بن جاتی ہیں(۹) سید حکیم احمد نقوی تحریر فرماتے ہیں کہ کائنات میں ہر آن ہر گھڑی ستارے بنتے اور بگڑتے جاتے ہیں نورانی بادلوں سے ٹکڑے جدا جدا ہو کر نئے نئے تارے بنتے جارہے ہیں اور بعض زائل ہورہے ہیں اور تخلیق کائنات کا یہ سلسلہ جاری ہے(۱۰)

(۵) تخلیق کائنات کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر:۔

کسی چیز یا کام کے وجود میں آنے یا ہونے کے بارے میں اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کے وجود میں لانے یا کام کے ہونے کے بارے میں ارادہ فرمالیتا ہے تو وہ ہوجاتا ہے۔"اذا اراد شیأان یقول له کن فیکون "ترجمہ: جب کسی چیز کو کرنا چاہے تو

کہہ دیتا ہے کہ ہو جا وہ اسی وقت ہو جاتی ہے۔بس پوری کائنات کا مکمل وجود لفظ کن سے ظہور میں لانا اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تھا لیکن اسلامی تعلیمات سے اس بات کی تصریح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تدریجی عمل کے ذریعے سے کائنات کی تخلیق کی ہے۔قرآن کریم کے مطابق کائنات ابتداءً حالت رتق میں تھی اللہ تعالیٰ نے اس کا فتق کیا۔ارشاد ربانی ہے''ان السمٰوات والارض کانتا رتقاً ففتقھما ''ترجمہ: بے شک آسمان اور زمین منہ بند تھے پھر ہم نے ان کو کھول دیا۔اس آیت کی تفسیر میں مولانا صلاح الدین یوسف تحریر فرماتے ہیں کہ رتق کے معنی بند کے اور فتق کے معنی پھاڑنے،کھولنے اور الگ الگ کرنے کے ہیں یعنی آسمان وزمین میں ابتدائے امر میں باہم ملے ہوئے اور ایک دوسرے کے ساتھ پیوست تھے ہم نے ان کو ایک دوسرے سے الگ کیا آسمانوں کو اوپر کر دیا جس سے بارش برستی ہے اور زمین کو اپنی جگہ پر رہنے دیا(۱۳) مولانا شبیر احمد عثمانیؒ آیت کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ رتق کے اصل معنی ملنے اور ایک دوسرے میں گھسنے کے ہیں ابتداز مین وآسمان دونوں ظلمتِ عدم میں ایک دوسرے سے غیر متمیز پڑے تھے۔پھر وجود کے ابتدائی مراحل میں بھی دونوں خلط ملط رہے۔اس کے بعد قدرت کے ہاتھ نے دونوں کو ایک دوسرے سے جدا کیا اس تمیز کے بعد ہر ایک طبقات الگ الگ بنے۔(۱۴)

زمین وآسمان کی پیدائش سے پہلے پانی کی موجودگی:۔

قرآن کریم اور احادیث نبویﷺ کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کی پیدائش سے پہلے پانی کو تخلیق کیا تھا۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:''خلق السمٰوات والارض فی ستة آیام و کان عرشه علی الماء''(۱۵)۔ ترجمہ: آسمان اور زمین چھ دن میں بنائے اور اس کا تخت پانی پر تھا۔اس آیت کے ذیل میں شبیر احمد عثمانیؒ تحریر فرماتے ہیں کہ زمین وآسمان کی پیدائش سے پہلے پانی تخلیق ہوا جو آئندہ اشیاء کا مادہ حیات بننے والا تھا(۱۶) مولانا صلاح الدین یوسف تحریر فرماتے ہیں۔کہ یہی بات صحیح احادیث میں بیان کی گئی ہے چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال قبل مخلوقات کی تقدیر لکھی اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا(۱۷) حضرت ابو زرینؓ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ! عرش کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارے رب کہاں تھے؟ آپﷺ نے ارشاد فرمایا سفید بادل میں تھے۔نہ تو اس کے اوپر ہوا تھی اور نہ اس کے نیچے پھر اس نے پانی پر عرش کو پیدا کیا(۱۸) مولانا محمد شفیع معارف القرآن جلد چہارم سورۃ ہود کی آیت سات کے ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت سے معلوم ہوا کہ آسمان وزمین کی پیدائش سے پہلے پانی پیدا کیا گیا(۱۹)

(۶) تخلیق ارض وسماوات کی ترتیب:۔

قرآن پاک میں ارض وسماوات کی تخلیق کے بارے میں بہت کثرت کے ساتھ ذکر آیا ہے لیکن آیاتِ کریمہ میں ارض وسمٰوات کی تخلیق کے لئے تطابق زمانی قائم کرتا ہوا دکھائی نہیں دیتا البتہ ان میں اس ترتیب کا بیان کہ پہلے کیا بنا اور بعد میں کیا بنا غالباً تین جگہ آیا ہے۔

جو درج ذیل ہیں:

(۱) **هو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً ثم استویٰ الی السماءِ فسوهن سبع سموات(۲۰)**

ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی تمام چیزوں کو پیدا کیا پھر آسمان کی طرف قصد کیا اور ان کو ٹھیک ٹھاک سات آسمان بنایا

(۲) **قل آئنکم لتکفرون بالذی خلق الارض فی یومین وتجعلون انداداطذالک رب العلمین وجعل فیها رواسی من فوقها وبرک فیها وقدر فیها آقواتها فی اربعة آیام ط سواء للسآئلین ثم استوایٰ الی السماء وهی دخان فقال لها وللارض ائتیا طوعاً او کرها قالتاطآئعین ،فقضهن سبع سموٰت فی یومین واوحی فی کل سمآء امرها وزینا السماء الدنیا بمصابیح وحفظاذالک تقدیر العزیز العلیم** .(۲۱) ترجمہ: آپ کہہ دیجئے کہ کیا تم اللہ کا انکار کرتے ہو اور تم اس کے شریک مقرر کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین پیدا کر دی سارے جہانوں کا پروردگار وہی ہے اور اس نے زمین میں اس کے اوپر سے پہاڑ گاڑ دیئے اور اس میں برکت رکھ دی اور اس میں غذاؤں کی تجویز بھی کر دی چار دن میں ضرورت مندوں کے لئے یکساں طور پر۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ دھواں تھا پس اسے اور زمین سے فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا ناخوشی سے دونوں نے عرض کیا کہ ہم بخوشی حاضر ہیں۔ پس دو دن میں سات آسمان بنا دیئے اور ہر آسمان میں اس کے مناسب احکام کی وحی بھیج دی اور ہم نے آسمانی دنیا کو چراغوں سے زینت دی اور نگہبانی کی یہ تدبیر اللہ غالب و دانا کی ہے۔

(۳) **ءَ أنتم اشد خلقاً ام السماء بنٰها رفع سمکها فسوهاه واغطش لیلها واخرج ضحٰها والارض بعد ذالک وحها اخرج منها مآءَ هاومرعها والجبال ارسها متاعاًلکم ولا نعامکم**(۲۲) ترجمہ: کیا تمہارا پیدا کرنا زیادہ دشوار ہے یا آسمانوں کا؟ اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا اس کی بلندی اونچی کی پھر اسے ٹھیک ٹھاک کر دیا اس کی رات کو تاریک بنایا اور اس کے دن کو نکالا اور اس کے بعد زمین کو ہموار بچھایا اس میں سے پانی اور چارہ نکالا، اور پہاڑوں کو گاڑ دیا یہ سب تمہارے اور تمہارے جانوروں کے فائدے کے لئے ہیں۔ مندرجہ بالا تینوں مقامات میں جو ترتیب بیان کی گئی ہے سرسری نظر میں ان سب مضامین میں کچھ اختلاف دکھائی دیتا ہے کیونکہ سورۃ بقرہ اور سورۃ حٰم ٗسجدہ کی آیت سے زمین کی تخلیق آسمان کی پیدائش سے پہلے ہونا معلوم ہوتا ہے اور سورۃ نازعات کی آیات میں آسمان کی تخلیق زمین کی تخلیق سے مقدم ہونا معلوم ہوتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی بیان القران میں تحریر فرماتے ہیں: کہ میرے خیال میں تو یہ آتا ہے کہ یوں کہا جائے کہ اول زمین کا مادہ بنا اور ابھی اس کی موجودہ ہیئت نہ بنی تھی کہ اسی حالت میں آسمان کا مادہ بنا جو دُخان یعنی دھوئیں کی شکل میں تھا اس کے بعد زمین ہیئت موجودہ پر پھیلا دی گئی پھر اس پر پہاڑ اور درخت وغیرہ پیدا کئے گئے پھر آسمان کے مادہ دُخانیہ سیالہ کے سات آسمان بنا دیئے گئے اس تقریر پر سب آیات منطبق ہو جاویں گی آگے حقیقت حال سے اللہ تعالیٰ ہی خوب واقف ہے(۲۳) مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلند شہری تحریر فرماتے ہیں کہ سب آیات کے ملانے سے معلوم ہوا کہ اول زمین کا مادہ بنایا اور اس کے اوپر بھاری بھرکم پہاڑ پیدا فرمائے پھر سات آسمان بنا دیئے جو بنانے سے پہلے دھوئیں کی صورت میں تھے اس کے بعد

زمین کوموجودہ صورت میں پھیلا دیا(۲۴)مولانا صلاح الدین یوسف سورۃ نازعات کی آیات کی ذیل میں تحریر فرماتے ہیں کہ تخلیق اور چیز ہے اور وحی (ہموار) کرنا اور چیز ہے۔زمین کی تخلیق آسمان سے پہلے ہوئی ہے لیکن اس کو ہموار آسمان کی پیدائش کے بعد کیا گیا اور یہاں اس حقیقت کا بیان ہے اور ہموار کرنے یا پھیلانے کا مطلب ہے کہ زمین کو رہائش کے قابل بنانے کے لئے جن چیزوں کی ضرورت ہے اللہ تعالیٰ نے ان کا اہتمام فرمایا(۲۵)

مولانا نسیم احمد غازی مظاہری درسی تفسیر پارہ ۳۰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح بخاری میں حضرت عباس ابن عباسؓ سے اسی آیت (حم سجدہ) کے تحت میں چند سوالات و جوابات مذکور ہیں۔ان میں اس آیت کی جو تشریح حضرت عباسؓ سے مروی ہے وہ تقریباً وہی ہے جو حضرت اشرف علی تھانویؒ نے تطبیق آیات کے لئے بیان فرمائی ہے وہ مزید فرماتے ہیں کہ جمہور علماء صحابہؓ و تابعین عبداللہ بن عباسؓ ومجاہد وحسن وغیرہ اسی تفسیر پر متفق ہیں کہ آسمان زمین کے بعد بنایا گیا گو کہ زمین باقاعدہ آسمان کے بعد بچھائی اور سجائی گئی ہے لیکن بعض علماء (قتادہؒ،سدیؒ،مقاتلؒ،قاضی بیضاویؒ وغیرہ) یہ کہتے ہیں کہ آسمان کو پہلے پیدا کیا زمین کو بعد میں جیسا کہ سورۃ نازعات کی آیت ''ولارض بعد ذالک دحھا'' سے معلوم ہوتا ہے یہ حضرات ثم استویٰ الیٰ السماء میں جو سورہ بقرہ آیت ۲۹ اور سورۃ حم سجدہ آیت ۱۱ میں ہے یہ تاویل کرتے ہیں ثم تراخی زمانی کے لئے نہیں ہے بلکہ تراخی مکالی اور بعد رتبی کے لئے ہے(۲۶) مولانا شبیر احمد عثمانی تحریر فرماتے ہیں کہ مجھے اس سلسلے میں ابوحیان کی تقریر پسند ہے یعنی ضروری نہیں کہ پہلی آیت میں ثم اور دوسری میں ''بعد ذالک تراخی زمان' کے لئے ہو ممکن ہے ان الفاظ سے تراخی فی الاخبار یا تراخی رتبی مراد ہو جیسے ''ثم کان من الذین امنوا وتواصو باالصبر وتواصوباالمرحمۃ'' میں یا دوسری جگہ عتل بعد ذالک زنیم میں یہی معنی مراد لئے گئے ہیں بہرحال قرآن کریم میں ترتیب زمانی کی تصریح نہیں ہاں نعمت کے تذکرہ میں زمین کا اور عظمت وقدرت کے تذکرہ میں آسمان کا ذکر مقدم رکھا ہے(۲۷)۔

مورلیس بوکائے بائیبل قرآن اور سائنس میں سورۃ نازعات کی آیات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مجھے قرآن کریم میں صرف یہی ایک ایسی جگہ دکھائی دیتی ہے جس میں تخلیق کے مختلف واقعات کے درمیان صاف طور پر ایک واضح تطابق زمانی قائم کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسان کے لئے ارضی انعامات کی فہرست دینے سے پہلے آسمانوں کی تخلیق پر غور کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔اس میں اس مرحلہ کا حوالہ جب خدا زمین کو بچھاتا اور اس کو قابل کاشت بناتا ہے وقت کے لحاظ سے نہایت واضح طور پر اس جگہ دیا گیا ہے جب رات دن کا سلسلہ قائم ہو چکا تھا یہاں دو گروہوں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ایک سماوی حوادث کا،دوسرا ارضی حوادث کا جن کو وقت کے اعتبار سے الگ الگ کر دیا گیا ہے یہاں جو حوالہ دیا گیا ہے اس کا اطلاق اس بات پر ہوتا ہے کہ لازمی طور پر زمین کا وجود اس کے پھیلائے جانے سے پہلے سے تھا اور یہ کہ نتیجتاً یہ اس وقت موجود تھی جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو تخلیق کیا اس لئے سماوی وارضی ارتقاء کے دونوں حوادث کے ساتھ باہم منسلک ہونے سے جو بات نکلتی ہے اس سے دونوں کے لازم وملزوم ہونے کا تصور پیدا ہوتا ہے لہٰذا قرآنی متن میں جو حوالہ

ملتا ہے اس میں ارض کی تخلیق سمٰوات سے پہلے یا سمٰوات کی تخلیق ارض سے پہلے کے تصور کو کوئی خاص اہمیت نہیں دینی چاہیے۔(۲۸)

(۷) مدت تخلیق کا تعین:۔

قرآن پاک میں ارض وسمٰوت کی تخلیق کی مدت کے بارے میں کئی مقامات پر آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو چھ روز میں پیدا کیا۔ چھ روز کی تخلیق کے بارے میں قرآنی آیات حسبِ ذیل ہیں:

(۱)"ان ربکم الله الذی خلق السموٰت والارض وما بینهما فی ستة ایامٍ"(۲۹) ترجمہ: بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا۔

(۲)الذی خلق السموٰت والارض وما بینهما فی ستة ایامٍ" (۳۰) ترجمہ: وہ ذات جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان سب چیزوں کو چھ دن میں پیدا کر دیا۔

(۳)الله الذی خلق السمٰوات والارض وما بینهما فی ستة آیامٍ"(۳۱) ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے آسمان وزمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا۔

(۴)ولقد خلقنا السمٰوات والارض وما بینهما فی ستة آیامٍ"(۳۲) ترجمہ: یقیناً ہم نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ اس کے درمیان ہے سب کو چھ دن میں پیدا کیا۔ تخلیق ارض وسمٰوت کے اوقات اور ان میں ترتیب کے بارے میں بعض روایات حدیث میں بھی تفصیلات مذکور ہیں کہ کونسی چیز کس دن تخلیق کی گئی ہے لیکن ان احادیث کے بارے میں خود محدثین کا زبردست اختلاف ہے بعض اس کو صحیح قرار دے رہے ہیں جب کہ بعض کے ہاں یہ روایات قابل اعتبار نہیں ہیں۔ مولانا نسیم احمد غازی تحریر فرماتے ہیں کہ ان روایات میں کوئی روایت ایسی نہیں جس کو قرآن کریم کی طرح قطعی اور یقینی کہا جاسکے۔ بلکہ یہ احتمال غالب ہے کہ اسرائیلی روایات ہوں اور وہ روایات صحیحہ مرفوعہ نہ ہو جیسا کہ ابن کثیرؒ نے تصریح فرمائی ہے کہ ان روایات میں غربت ہے اس لئے آیت قرآنی ہی کو اصل قرار دے کر مقصود متعین کرنا چاہئے اور روایات قرآنی کو جمع کرنے سے ایک بات تو یہ قطعی معلوم ہوتی ہے، کہ زمین وآسمان اور اس کے اندر کی تمام چیزیں صرف چھ دن میں پیدا ہوئی ہیں۔

(۳۳)اب چھ دن کی تفصیل غور طلب ہے کیونکہ دن رات کا وجود تو آفتاب کی حرکت سے پہچانا جاتا ہے آسمان اور زمین کی پیدائش سے پہلے جب نہ آفتاب تھا نہ ماہتاب، چھ دنوں کی تعداد کس حساب سے ہوئی۔ بہت سارے مترجمین اور مفسرین سے چھ دن سے اتنا وقت اور زمانہ مراد لیا ہے جتنا وقت اس دنیا میں چھ دن رات کا ہوتا ہے۔ لیکن مولانا محمد شفیع معارف القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ صاف اور بے غبار بات یہ ہے کہ دن رات کی یہ اصطلاح کہ طلوع آفتاب سے غروب تک دن اور غروب سے طلوع تک رات یہ تو اس دنیا کی اصطلاح ہے پیدائش عالم سے پہلے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دن رات کی دوسری علامات مقرر کر رکھی ہوں۔ جیسا کہ جنت میں ہوگا کہ وہاں کے دن اور رات حرکت آفتاب کے تابع نہیں ہوں گے۔ اس سے یہ معلوم ہوگیا کہ یہ ضروری نہیں کہ وہ چھ دن میں زمین اور آسمان

بنائیں گے وہ ہمارے چھ دن کے برابر ہوں بلکہ ہوسکتا ہے کہ اس سے بڑے ہوں جیسے آخرت کے دن کے بارے میں ارشاد قرآنی ہے کہ ایک ہزار سال کے برابر کا ایک دن ہوگا۔امام احمد بن حنبلؒ اور مجاہدؒ کا قول یہی ہے کہ یہاں چھ دن سے آخرت کے چھ دن مراد ہیں اور بروایت ضحاکؒ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے بھی یہی منقول ہے(۳۴)

مولانا صلاح الدین یوسف تحریر فرماتے ہیں کہ یہاں دن سے مراد قیامت کے دن کا ہونا بظاہر صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ایک تو اس وقت سورج و چاند کا یہ نظام ہی نہیں تھا زمین و آسمان کی تخلیق کے بعد ہی یہ نظام قائم ہوا دوسرے یہ کہ یہ عالم بالا کا واقعہ ہے جس کو دنیا سے کوئی نسبت نہیں ہے(۳۵) موریس بوکائے نے تحریر فرمایا ہے کہ ایام کا مفہوم وقت کا طویل وقفہ بھی ہوسکتا ہے جو وقت کی ایک غیر معینہ مدت ہے یہ مفہوم جو اس لفظ میں شامل ہے قرآن میں اور جگہ بھی ملتا ہے جیسا کہ سورۃ ۳۲ آیت ۵ "فی یوم کان مقدارہ الف سنة مما تعدون" اور سورۃ ۷۰ آیت نمبر ۴ "فی یوم کان مقدارہ خمسین الف سنة" میں مذکور ہے(۳۶) لہٰذا یہ بات ممکن ہے کہ دنیا کی تخلیق کی حالت میں قرآن وقت کے ایسے طویل وقفوں کو قائم رکھتا ہو جن کی تعداد چھ ہے۔

(۸) ایک وسیع کائنات کا اسلامی تصور:۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کی تعداد کے بارے میں فرمایا ہے "اللہ الذی خلق سبع سمٰوٰت ومن الارض مثلھن "۳۷ ترجمہ: اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اس کے مثل زمین بھی۔اس آیت کریمہ کے علاوہ اور بھی مختلف مقامات پر سات آسمانوں کا ذکر آیا ہے مولانا مفتی محمد شفیع معارف القرآن جلد ۸ میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس آیت سے اتنی بات تو واضح طور پر ثابت ہے کہ جس طرح آسمان سات ہیں ایسی ہی زمینیں بھی سات ہیں(۳۸) مولانا صلاح الدین یوسف فرماتے ہیں کہ سات آسمانوں کی طرح اللہ تعالیٰ نے سات زمینیں بھی پیدا کی ہیں بعض نے اس سے سات اقالیم مراد لئے ہیں لیکن یہ صحیح نہیں بلکہ جس طرح اوپر نیچے سات آسمان ہیں اس طرح سات زمینیں ہیں جن کے درمیان بعد و مسافت ہے اور ہر زمین میں اللہ تعالیٰ کی مخلوق آباد ہے صحیح احادیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی ہتھیالی تو قیامت کے دن اس زمین کا اتنا حصہ ساتوں زمینوں سے طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جائے گا(۳۹) قرآن و حدیث کی تصریحات کے مطابق جمہور علماء کا نظریہ یہی ہے کہ زمینیں بھی سات ہیں اور آسمان بھی سات ہیں۔لیکن موریس بوکائے نے یہ رائے قائم کی ہے کہ سات کے عدد میں مفہوم اکثر بہت ہوتا ہے لہٰذا بہت سے آسمان ہیں اور بہت سی زمینیں ہیں اپنی رائے کی تائید کے لئے عالمین کی تعداد کا تصور بھی پیش کیا ہے کہ کائنات میں بہت سے عالم ہیں لہٰذا آسمان بھی بہت سے ہیں اور زمینیں بھی بہت سے ہیں(۴۰) موریس بوکائے کی رائے کی تائید مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی اس تقریر سے بھی ہوتی ہے جو انہوں نے رب العلمین کے ضمن میں معارف القرآن جلد اول میں کی ہے چنانچہ وہ العلمین کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں کہ عالمین عالم کی جمع ہے جس میں دنیا کی تمام اجناس، آسمان، چاند، سورج اور تمام ستارے اور ہوا و فضاء برق و باران، فرشتے، جنات، زمین اور اس کی تمام مخلوقات حیوانات، انسان، نباتات، جمادات سب ہی داخل

ہیں۔اس لئے رب العلمین کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تعالیٰ تمام اجناس کائنات کی ترتیب کرنے والے ہیں اور یہ بھی بعید نہیں کہ جیسا یہ ایک عالم ہے جس میں ہم بستے ہیں اور اس نظام شمسی وقمری اور برق وباراں اور زمین کی لاکھوں مخلوقات کا ہم مشاہدہ کرتے ہیں۔ یہ سارا ایک ہی عالم ہو اور اسی جیسے اور ہزاروں لاکھوں دوسرے عالم ہوں جو اس عالم سے باہر کی خلاء میں موجود ہوں امام رازیؒ نے اپنی تفسیر کبیر میں فرمایا ہے کہ اس عالم سے باہر ایک لامتناہی خلاء کا وجود دلائل عقلیہ سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز پر قدرت ہے اس کے لئے کیا مشکل ہے کہ اس نے اس لامتناہی خلاء میں ہمارے پیش نظر عالم کی طرح کے اور بھی ہزاروں لاکھوں عالم بنا رکھے ہوں۔حضرت ابو سعید خدریؓ سے منقول ہے کہ عالم چالیس ہزار ہیں یہ دنیا مشرق سے مغرب تک ایک عالم ہے باقی اس کے سوا ہے اسی طرح حضرت مقاتلؒ امام تفسیر سے منقول ہے کہ عالم اسی ہزار ہیں اس پر جو یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ خلاء میں انسانی مزاج کے مناسب ہوا نہیں ہوتی اس لئے انسان یا کوئی حیوان وہاں زندہ نہیں رہ سکتا۔امام رازیؒ سے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس عالم سے خارج خلاء میں جو دوسرے عالم کے باشندے ہوں ان کا مزاج بھی ہمارے عالم کے باشندوں کی طرح ہو جو خلاء میں زندہ نہ رہ سکیں یہ کیوں نہیں ہو سکتا کہ ان عالموں کے باشندوں کے مزاج وطبائع،ان کی غذا و ہوا یہاں کے باشندوں سے بالکل مختلف ہو۔ان توضیحات سے ایک ایسی وسیع وعریض کائنات کا تصور ملتا ہے جس کا اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔

خلاصة البحث:۔

سائنسی تعلیمات کی دو قسمیں ہیں:

ایک وہ جو تجربے ومشاہدے سے ثابت ہے اور بار بار تجربوں سے ہمیشہ ان سے یکساں نتائج برآمد ہوتے ہیں دوسری قسم وہ ہے جو ثابت شدہ طبعی قوانین یا تجرباتی سائنس سے اس کا تعلق نہیں ہوتا ہے بلکہ مفروضات سے ہوتا ہے اصل میں کوئی سائنس دان یا عالم طبیعات مختلف اشیائے عالم میں ربط وتعلق اور توجیہہ وتاویل کے لحاظ سے بعض نظریات ومفروضات قائم کرنے پر مجبور ہوتا ہے پس اسلامی نظریات اور ان سائنسی مفروضات میں تو تعارض کا امکان بھی ہوتا ہے اور موافقت کا بھی ہوتا ہے لیکن اسلامی تعلیمات کسی طور پر بھی ان سائنسی تعلیمات کے خلاف نہیں ہیں جو تجربے ومشاہدے سے ثابت ہیں۔مضمون مذکورہ سے بھی یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ تخلیق کائنات کے بارے میں سائنسی اور اسلامی تصورات میں زبردست مماثلت پائی جاتی ہے تخلیق کائنات کے بارے میں ایک عظیم دھماکے (Big Bang) کا سائنسی تصور اور ہر چیز کے وجود کے لئے ''کن فیکون'' کا اسلامی تصور اور کائنات کے رتق (بند) اور فتق (کھولنا) کے اسلامی تصورات،ابتداء ایک گیسی مادہ کا سائنسی تصور اور آسمانوں کی تشکیل میں دخان کی قرآنی توضیح،پھر نظام شمسی،گلیکسی اور نیبولا کی کثرت تعداد کا سائنسی نظریہ اور اسلام کا سات آسمانوں اور سات زمینوں اور عالمین کی کثرت کا نظریہ اور اس تخلیقی عمل کیلئے سائنس کا ارتقائی وتدریجی تصورات اور کائنات کی تخلیق کے سلسلے میں سائنس اور اسلام کے نظریات ایک دوسرے کے موئید نظر آتے ہیں

واللہ اعلم بالصواب،،،

المراجع والمصادر

(۱) وحیدالدین خان مولانا ظہور اسلام، ص ۵ المکتبہ الاشرفیہ جامعہ اشرفیہ لاہور۔

(۲) غلام مرتضیٰ ملک، قرآن مجید کے سائنسی انکشافات، ماہنامہ صفہ پشاور ص ۴ تاج کتب خانہ پشاور اکتوبر ۲۰۰۲ء۔

(۳) موریس بوکائے مترجم ثناء الحق صدیقی بائیبل قرآن اور سائنس ص ۲۳۲ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی۔

(۴) ایضاً ص ۲۲۴۔ (۵) ایضاً ص ۲۳۳۔ (۶) ایضاً ص ۲۳۲ تا ۲۳۶۔

(۷) سید حکیم احمد نقوی مختصر تاریخ عالم، ص ۱۱۸ الیکٹرک عالیجاہ دربار پریس گوالیار، ۱۹۳۴ء۔

(۸) وحیدالدین خان، حقیقت کی تلاش ص ۲۹ تا ۱۳۱ احباب پبلیکیشنز لاہور۔

(۹) غلام مرتضیٰ قرآن مجید کے سائنسی انکشافات، ماہنامہ صفہ ۷۔۸ موریس بوکائے بائیبل اور سائنس ص ۲۶۸

(۱۰) سید حکیم احمد نقوی مختصر تاریخ عالم، ص ۱۱۔ (۱۱) سورۃ یٰسین ۲۳، ۸۲۔ (۱۲) سورۃ الانبیاء ۲۱، ۳۳۔

(۱۳) صلاح الدین یوسف قرآن پاک مع اردو ترجمہ وتفسیر ص ۸۸۹، ۸۹۰ شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس مدینہ منورہ۔

(۱۴) شبیر احمد عثمانی تفسیر عثمانی ص ۴۲۰ مطبوعۃ مدینہ پریس بجنور یوپی انڈیا۔ (۱۵) سورہ ہود ۱۱۔۸

(۱۶) شبیر احمد عثمانی تفسیر عثمانی صفحہ ۲۸۷۔

(۱۷) صلاح الدین یوسف قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر ص ۵۹۹ بحوالہ صحیح مسلم کتاب القدر وصحیح بخاری کتاب بدء الخلق۔

(۱۹) مفتی محمد شفیع معارف القرآن مع مکمل تفسیر بیان القرآن ص ۱۱ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی ۱۹۵۳ء (۲۰) سورۃ البقرہ ۲، ۲۹۔

(۲۱) سورۃ حٰم ۴۱، ۲ تا ۳۳۔ (۲۲) سورۃ النازعات ۷۹، ۲۷، ۳۳۔

(۲۳) اشرف علی تھانوی القرآن الکریم مع مکمل تفسیر بیان القرآن ص ۱۱ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی، ۱۹۵۳ء۔

(۲۴) محمد عاشق الٰہی انوار البیان فی کشف اسرار القرآن جلد ۱ ص ۴۹ ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان ۱۹۹۲ء۔

(۲۵) صلاح الدین یوسف قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر ص ۱۶۸۲ء۔ (۲۶) نسیم احمد غازی درسی تفسیر، پارہ ۳۰ ص ۳۹، ۴۲ مکتبہ حقانیہ ملتان ۲۰۰۰ء

(۲۷) شبیر احمد عثمانی تفسیر عثمانی۔ صفحہ ۲۱۹۔ (۲۸) موریس بوکائے بائیبل قرآن اور سائنس صفحہ ۲۲۲، ۲۲۳۔

(۲۹) سورۃ الاعراف ۷، ۵۴۔ (۳۰) سورۃ الفرقان ۲۵، ۵۹ (۳۱) سورۃ السجدۃ ۳۲، ۴۔ (۳۲) سورۃ ق، ۵۰، ۳۸

(۳۳) نسیم احمد غازی درسی تفسیر پارہ ۳۰، ۴۱۔ (۳۴) محمد شفیع معارف القرآن جلد ۳ صفحہ ۵۷۲، ۵۷۳۔

(۳۵) صلاح الدین یوسف قرآن کریم مع اردو ترجمہ وتفسیر صفحہ ۲۱۷۔ (۳۶) موریس بوکائے بائیبل قرآن وسائنس ص ۲۱۷۔

(۳۷) سورۃ الطلاق ۶۵، ۱۲۔ (۳۸) محمد شفیع قرآن مع اردو تفسیر ص ۱۵۹۶ء۔ (۳۹) صلاح الدین، قرآن مع اردو ترجمہ وتفسیر ص ۱۵۹۶

(۴۰) موریس بوکائے بائیبل قرآن وسائنس ص ۲۲۵۔ (۴۱) محمد شفیع معارف القرآن ج ۱ صفحہ ۸۰، ۸۱۔

،،،،،،،،،،،،،،،،